105 FEEL Makky Verses 5

سورۂ فیل

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں پانچ آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط اس سورت شریفہ کا ربط اور مناسبت ماقبل سورت سے اس طرح ہے کہ کفار کی عیب چینی اور طعنہ زنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک قسم کی مکاری تھی جس کی سزا جو آخرت میں ان کو ملنے والی تھی اس کا بیان فرما دیا گیا۔ اب اس سورت شریفہ میں یہ بیان فرمایا جا رہا ہے کہ بعض اوقات ایسی مکاری کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ اور پیغمبروں کے مقابلے میں کفار کی ایسی چالبازیاں کچھ کام نہیں دیتیں۔ بالآخر انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں کامیابی ہو کر رہتی ہے اور کفار اپنے مقاصد میں ناکام و نامرادی رہتے ہیں۔ پھر آخرت کی سزا جو ان کو ملنے والی ہوتی ہے وہ بدستور ان کو مل کر رہیگی۔ جب صورت حال یہ ہے تو حکمت و دانائی کی بات بھی ہے کہ اللہ سبحانہ کی اتاری ہوئی کتابوں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لائیں اور ان کی تعلیمات و ہدایات کے

دونوں جہاں کا فائدہ اٹھائیں۔ وباللہ التوفیق۔

دوسری وجہ ربط نیز وجہ مناسبت اس طریق سے بھی ہے کہ ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر اس ارادے سے سرزمین مقدس حجاز میں آیا تھا کہ بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ کو جو مکہ مکرمہ زادہا اللہ تعالی شرفاً وتعظیماً میں واقع ہے اسکو خاکش بدہن ڈھا دیا جائے مگر اس کے اس ناپاک ارادے میں کچھ بھی کامیابی نہ ہوسکی بلکہ خود ہی ہلاک و برباد ہوا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ سبحانہ کو اپنے گھر کی یہ لاج ہے جو پتھر چونے سے بنایا گیا اور صرف اللہ پاک کی طرف اس کو منسوب کیا گیا ہے تو اللہ سبحانہ کے بطور خاص بھیجے ہوئے منتخب و برگزیدہ رسول کی کیسی لاج ہوگی؟ جو ہر طرح کے مکارم اخلاق سے آراستہ پیراستہ ہوں۔ ایسے بزرگوں کا مقابلہ اگر کوئی اپنے مال و دولت سے کرنا چاہے تو ان مقدس ہستیوں کے مقابلے میں مال و دولت کیا چیز ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ پیغمبر کو تو ہر طرح کی کامیابی ہوگی اور کافروں کی ساری تدابیر جو محض تمول کے گھمنڈ میں کی گئی ہوں وہ اپنی جگہ رہ جائینگی۔ مال بھی برباد ہوگا اور کفار کی مٹی بھی پلید ہوگی۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ اعاذنا اللہ منہا۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع نام سے اللہ کے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ کیا آپ نے نہیں دیکھا کیا کیا آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ ؟

الم تر کی تفسیر اَلَمْ تَرَ کا خطاب بظاہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کیونکہ واقعہ فیل اسی سال وقوع میں آیا جس سال آپ کی ولادت باسعادت عمل میں آئی تھی۔ قول مشہور یہی ہے کہ اس واقعہ کے (۵۰ یا ۵۵) دن بعد ہی آپ جلوہ آرائے عالم ظاہر ہوئے۔ چونکہ اس کو وقوع میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اس لئے یہ واقعہ مکہ معظمہ کے بچے بچے کی زبان پر تھا پھر آپ کے ہوش سنبھالنے کے بعد متواتر اس کو سماعت فرماتے رہے تھے۔ اسی وجہ سے بجائے الم تعلم (کیا آپ کو معلوم نہیں) کے اَلَمْ تَرَ (کیا آپ نے نہیں دیکھا) ارشاد ہو رہا ہے۔ یعنی یہ واقعہ اتنا مشہور و متواتر اور زبان زد خاص و عام ہے گویا کہ آپ کی مبارک آنکھوں کے سامنے گزرا ہے۔

الم تر کی تفسیر بقول صوفیہ کرام بعض صوفیائے کرام نے اَلَمْ تَرَ کو حقیقی معنی رویت بصری پر محمول کیا ہے۔ اس بنا پر کہ اللہ سبحانہٗ

تعالیٰ نے جب تخلیق عالم کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے حقیقت محمدیہ علی صاحبہا
الف الف سلام وتحیہ کی تخلیق فرمائی۔ جیسا کہ حدیث شریف اوّل ما خلق اللّٰہ
نوری۔ اور انا من نور اللّٰہ وکلّ شیئٍ من نوری وغیرہ روایات سے
ظاہر ہے۔ اس اعتبار سے معنی یہ ہوں گے کہ (اے نبی کریم!) کیا آپ نے نہیں دیکھا
یعنی چشم سر سے مشاہدہ نہیں فرمایا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا
معاملہ فرمایا؟ مطلب یہ کہ اگرچہ آپ اس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے مگر حقیقت
محمدیہ کے سامنے سارے واقعات وقوع پذیر ہو رہے تھے الم تر کیف فعل
ربّك بعاد وغیرہ آیات کی تفسیر بھی ان بزرگوں نے رویت بصری سے فرمائی
ہے کہ قوم عاد پر جو عذاب آیا اس وقت اگرچہ آپ اس عالم میں رونق افروز نہ تھے
لیکن سب کچھ حقیقت محمدیہ کے سامنے ہو رہا تھا۔ واللّٰہ اعلم۔

الم تر کا خطاب عام بعض مفسرین کرام نے اَلَمْ تَرَ کا خطاب عام قرار
دیا ہے۔ اور رویت سے رویت علمی مراد لی ہے۔ یعنی اے مخاطب! کیا یہ بات
تیرے علم میں نہیں ہے کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟
مطلب یہ کہ ضرور ہر مخاطب کے علم میں یہ واقعہ ہے۔ کسی کو اس سے انکار نہیں
ہو سکتا۔ اس میں اشارہ ہے اس مضمون کی جانب کہ اللّٰہ سبحانہ نے جب اپنے

بلکہ کو دشمن کی دست برد سے محفوظ رکھا تو اپنے رسول کو جو تمام رسولوں کے سردار ہیں کیوں محفوظ نہ رکھے گا۔ انھیں کا بول بالا ہوگا اور تمام مخالفین اور دشمنان دین اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ گویا یہ قرآنی پیشین گوئی ہے جو دیکھتے دیکھتے حرف بحرف پوری ہوئی۔ وللہ الحمد۔

کیف فعل کی تفسیر اصحاب فیل پر جو کچھ گزرا اس کو بصراحت بیان نہ کرکے صرف کنایۃً یہ ارشاد فرمایا گیا کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ یعنی آپ کے پروردگار نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کیا اس کو آپ نے نہیں دیکھا؟۔ اس میں اشارہ ہے اس امر کی جانب کہ جو واقعہ وقوع میں آیا وہ حد درجہ ہولناک تھا کہ اسکو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہئے۔ نیز اس واقعہ کا ہر جزو اور ہر ایک حصہ اپنے اندر عجائبات کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے جس سے حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کا پتہ چلتا اور اس کے کمال علم و حکمت بے پایاں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز اس امر پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک بیت اللہ شریف کی کیسی قدر و منزلت ہے؟ اور ساتھ ہی حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت جو رب العزۃ جل جلالہ وعم نوالہ کے پاس ہے بآسانی سمجھ میں آتی ہے۔ اگر کَیۡفَ فَعَلَ کے کنایہ کی جگہ صراحت سے

کوئی بیان فرمایا جاتا تو اتنی آسانی اور سہولت کے ساتھ واقعہ کی اہمیت واضح نہ ہوتی۔ اسی لئے محققین علماء فرماتے ہیں: الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ۔ کنایہ ہی صراحت سے زیادہ دور رس ہے۔"

اصحاب فیل کا واقعہ اصحاب فیل کا واقعہ تفاسیر شریفہ میں بہت تفصیل سے درج ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ابرہہ بن صباح اشرم شاہ یمن نے (جو نجاشی شہنشاہ حبش کے تحت تھا) دیکھا کہ لوگ ہر سال موسم حج میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے کشاں کشاں مکہ مکرمہ کو جاتے ہیں اس سے ابرہہ کے دل میں حسد پیدا ہوا اس نے یمن میں ایک زرنگار عالی شان مکان سونے چاندی کی اینٹوں کا تیار کیا۔ اور زر و جواہر سے اس کو خوب مرصع کیا۔ جب وہ تیار ہوگیا تو اس کا نام قُلَیس تجویز کیا جس کے معنی حبشی زبان میں عالی شان اور عظیم المرتبت کے ہیں اور اطراف و جوانب میں اعلان کیا کہ تمام لوگ آئندہ سے قُلَیس کی زیارت کے لئے آیا کریں۔ زائرین کے آرام و آسائش کا سامان کیا نیز ان کے لئے ہدایا و تحائف ساتھ کرنے کا بھی انتظام کیا۔ مقصد یہ تھا کہ کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کے لئے کوئی نہ جایا کرے بلکہ سب اس کے عوض قُلَیس کی زیارت کے لئے آتے رہیں۔

ایک عرب کا غصہ یہ حال سُن کر عرب کے قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص کو جس کا نام زھیر بن بدر تھا بہت غصہ آیا اور اس کا غضبناک ہوتا اس لئے تھا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر حکم الٰہی پر مبنی تھی اور اللہ سبحانہ کے دو جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ یہ شرف اور تقدس ابرہہ کے بنائے ہوئے گھر کو کہاں نصیب ہو سکتا تھا چنانچہ زہیر مذکور مکہ مکرمہ سے یمن پہنچا اور موقع پا کر مکان مذکور میں پاخانہ کر کے بھاگ گیا۔ عام لوگوں کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ اس مکان سے متنفر ہو گئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حجاز سے آئے ہوئے لوگوں نے اس کے قریب کھانا پکایا اور آگ کی چنگاریاں ہوا سے اُڑ کر اس مکان میں جا پڑیں جس سے وہ مکان جل کر خاکستر ہو گیا۔ ابرہہ کو جب یہ خبر پہنچی تو یہ دیکھ کر کہ اس کی ساری محنت اکارت گئی اور جو مال و متاع اس پر صرف کیا گیا وہ بھی رائگاں گیا تو غضبناک ہو گیا۔ اور سمجھ گیا کہ ایسی حرکت کسی حجازی ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ مکان کعبۃ اللہ شریف کے مقابلے میں بنایا گیا تھا۔ حلف اٹھایا کہ میں بھی خانہ کعبہ کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دوں گا تاکہ اس کا نام و نشان نہ رہے۔ نہ یہ گھر رہے اور نہ پھر کبھی

کوئی اس کی زیارت کو آئے۔

ابرہہ کی تیاری چنانچہ ساٹھ ہزار فوج کا ایک لشکرِ عظیم تیار کیا جس میں ایک دیو ہیکل سفید ہاتھی بھی تھا۔ یہ ہاتھی اتنا اونچا اور اقوی الجثہ تھا کہ اس قدر قوت اور قد و قامت کا کوئی دوسرا ہاتھی دیکھا نہ گیا تھا۔ اس کا نام محمود تھا۔

بہ ہیکل قوی راست چوں کوہ قاف چو شیرِ غریں چابک اندر مصاف

کہتے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر میں اور بھی ہاتھی تھے۔ تعداد میں اختلاف ہے حضرت ضحاک کی روایت میں آٹھ اور بارہ اور ایک روایت میں ایک ہزار کی تعداد بتلائی گئی ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کی روایت میں ایک ہی ہاتھی ہونا لکھا ہے۔ بظاہر یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں لفظ فیل بصیغہ واحد ہی آیا ہے۔ واللہ اعلم۔ چونکہ ابرہہ کے لشکر میں ہاتھی بھی تھا اسی وجہ سے اس سورت شریفہ کا نام سورۃ الفیل رکھا گیا ہے۔

ابرہہ کی لشکر کشی اور تمام عرب کی ناراضی ابرہہ یہ لشکر لے کر جب روانہ ہوا تو سارے ملک عرب میں ایک جوش اس کے خلاف پیدا ہو گیا۔ راستے میں جن قبائل پر سے اس کا گزر ہوتا وہاں کے باشندے

مقابلہ و مقاتلہ کرتے مگر ایسی جرار فوج کے مقابلے میں کامیابی مشکل تھی۔ ابرہہ ان سب کو زیر کرتا ہوا حجاز کی طرف بڑھتا چلا۔ فوج کا گزر جب قبیلۂ ثقیف پر ہوا تو ان لوگوں نے بھی مقابلہ کیا مگر ان کو بھی شکست ہوئی۔ ان کا سردار ابو رغال نامی گرفتار ہو گیا۔ ابرہہ اس کو قتل کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے یہ درخواست کی کہ اگر اس کو زندہ چھوڑ دیا جائے تو وہ حجاز کا راستہ بتلاتا رہیگا جس کے باعث ابرہہ کا لشکر سہولت کے ساتھ مکہ معظمہ تک پہنچ سکیگا ابرہہ نے ابو رغال کو اپنے ساتھ لے لیا۔ لیکن جب شہر طائف کے قریب پہنچا تو ابو رغال مر گیا۔ اور اس کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ یمن کے حاجی یہاں آتے ہیں تو اس کی قبر پر پتھر مارتے ہیں چنانچہ اس کی قبر پر پتھروں کا ایک انبار سا لگ گیا ہے۔ ہر کوئی رہرو پتھروں کی اس ڈھیر کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ یہ ابو رغال کی قبر ہے۔

ابو رغال کا حشر ابوداؤد شریف اور دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث ہے جس میں انھوں نے فرمایا:۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین خرجنا معہ الی الطائف فمررنا بقبر فقال ھذا قبر ابی رغال وھو ابو ثقیف وکان من ثمود

وکان بھذا الحرم یدفع عنہ فلما خرج منہ اصابتہ النقمۃ التی اصابت قومہ بھذا المکان فدفن فیہ ۔ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جبکہ ہم آپ کے ساتھ غزوہ طائف کیلئے روانہ ہوئے تھے ۔ تو ہمارا گزر ایک قبر کے پاس سے ہوا ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہے ۔ جو قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ تھا ۔ یہ قوم ثمود کے بچے کچھے لوگوں سے تھا ۔ جب تک یہ ارض حرم میں اقامت گزیں تھا ۔ محفوظ تھا ۔ جب وہاں سے باہر نکل آیا تو اس جگہ اس پر بھی وہی عذاب آیا جو اس کی قوم یعنی قوم ثمود پر آیا تھا ۔ لہذا اس کو وہیں دفن کر دیا گیا ۔" جریر شاعر اپنے ہم عصر شاعر فرزدق کی نسبت لکھتا ہے غالباً اسکو فرزدق سے کوئی رنجش ہو گئی تھی ۔ نیز ہم عصری اور رقابت بھی کیا کم ہے؟ ؎

اذا مات الفرزدق فارجموہ کما ترمون قبر ابی رغال

جب فرزدق مرجائے تو اس کی قبر پر پتھر برسایا کرو جیسا کہ تم لوگ ابو رغال کی قبر پر سنگباری کرتے ہو ۔"

رئیس مکہ سے نامہ و پیام

بہر حال ابرہہ اپنا لشکر ساتھ لے کر تاخت و تاراج کرتا اور مال و متاع لوٹتا ہوا چلا اسی سلسلہ میں حضرت

عبدالمطلب کے دوسو اونٹ جو حاجیوں کی خدمت کے لئے وقف تھے انکو بھی
لوٹ لیا۔ جب حرم شریف کے حدود میں پہنچا تو وہیں ٹھہر گیا۔ حرم میں داخل
نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہوئی اس لیے آگے
بڑھنا مناسب نہ جانا اور دل میں پشیمان بھی ہوا کہ ایسا قصد کرکے یہاں تک
کیوں آیا؟ یہیں سے اپنا سفیر رئیس مکہ کے پاس بھیجا کہ اگر وہ مزاحمت کا
ارادہ نہ رکھتے ہوں تو ان کو بلا لائے۔ اور یہ بھی چاہتا تھا کہ اگر رئیس مکہ
چڑھائی کرنے سے منع کرے تو یہیں سے لوٹ جائے گا۔ اس وقت حضرت
عبدالمطلب ہی مکہ کے رئیس تھے۔ سفیر نے آپ سے ملاقات کی اور بادشاہ
کا پیام پہنچایا۔ سفیر مذکور حضرت عبدالمطلب کے اخلاق، آپ کی شیریں کلامی
نورانی صورت، اور عام مقبولیت سے بہت متاثر ہوا۔ حضرت عبدالمطلب
بادشاہ سے ملنے پر رضامند ہو گئے، اور سفیر کے ہمراہ بنی ہاشم کی ایک
جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے۔

رئیس مکہ سے ملاقات

ادھر ابرہہ نے یہ سن کر کہ رئیس مکہ تشریف لا رہے
ہیں۔ نہا دھو کر، لباس فاخرہ پہن کر شاہانہ تخت پر
بیٹھا منتظر رہا۔ آپ کی سواری قریب پہنچی تو سفیر نے آگے بڑھکر احوال سے

مطلع کیا اور اپنا تاثر ظاہر کیا۔ ابرہہ آپ کے محاسن معلوم کر کے تخت سے اُتر پڑا پھر آپ کو مع جماعت داخلہ کی اجازت دے کر نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ خیر مقدم کیا اور آپ کے ساتھ خود بھی فرش پر بیٹھ کر گفتگو کی کہ مجھے آپ سے اور اہل شہر سے نیز یہاں کے مال و متاع سے کچھ تعرض نہیں ہے۔ میں صرف اس گھر کو (خاکش بدہن) منہدم کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ خوں ریزی اور غارت گری وغیرہ منظور نہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ منتظر تھا کہ اگر آپ خانۂ کعبہ کے لئے بھی سفارش فرمائیں گے تو بخوشی مان لے گا۔

حضرت عبدالمطلب کی تقریر

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ تمہارے لشکریوں نے ناحق ہمارے دو سو اونٹ گرفتار کر لیے ہیں ان کو واپس دے دیا جائے۔ اس کے سوا ہماری اور کوئی فرمائش نہیں۔ یہ سن کر ابرہہ کو سخت تعجب ہوا کہ اس گھر کے متعلق آپ نے کچھ نہ کہا۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ آپ کے تمام اونٹ چھوڑ دئے جائیں۔ اس پر ابرہہ سے رہا نہ گیا اس نے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کے بارے میں آپ نے کچھ نہ کہا حالانکہ اس کی عزت و بزرگی آپ لوگوں کے دلوں میں اتنی جاگزیں ہے کہ اسی کی بدولت اپنی عزت و حرمت جانتے ہو۔ اس کے مقابلہ میں یہ چند اونٹ کیا چیز ہیں جس کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ لیجئے آپ کے اونٹ بلکہ تمام اہل مکہ کا مال و متاع جو ہمارے لشکر نے لوٹ لیا ہے سب کا سب ابھی واپس کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس گفتگو کے مطابق اس نے سب کچھ واپس دلا دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا:—

انا رب الابل وللبیت رب یحفظہ کما حفظہ من تبع وسیف بن ذی یزن وکسریٰ۔ میں صرف اپنے اونٹوں کا مالک ہوں۔ رہا خانۂ کعبہ اس کا مالک اور ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا جیسا کہ اس سے پیشتر کئی مواقع میں تبع، سیف بن ذی یزن اور کسریٰ ایران کی دستبرد سے محفوظ رکھتا

چلا آرہا ہے" اب بھی وہی اس کی حفاظت وصیانت کا انتظام فرمائے گا۔

ابرہہ کی برہمی حضرت عبدالمطلب کی یہ تقریر مبنی برحقیقت تھی مگر بعض دفعہ سچی بات تلخ گزرتی ہے۔ ابرہہ یہ سن کر غضبناک ہو گیا اور طیش میں آکر کہا:۔ ردّوا علیه بعرانه لینظر من یحفظ البیت منّی۔ ان کے اونٹ ان کو واپس دیدو۔ یہ دیکھ لیں کہ مجھ سے اس گھر کو کون بچا سکتا ہے؟" حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لیکر واپس ہو گئے اور اہل مکہ سے فرمایا کہ تم سب اپنا مال ومتاع لے کر اطراف کے پہاڑوں پر چڑھ جاؤ اور شہر مکہ کو خالی کردو۔ چنانچہ یہی عمل کیا گیا۔ سب لوگ اوپر جاکر تماشہ دیکھتے رہے کہ اب کیا ہوتا ہے؟ ابرہہ نے مکہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور فیل اعظم کو سامنے رکھا۔ خدا کی قدرت کہ اس ہاتھی کو جب کبھی مکہ کی سمت چلنے کے لئے متوجہ کیا جاتا تو وہ بیٹھ جاتا۔ اور اگر یمن کی طرف۔ اس کا منہ پھیر دیا جاتا جہاں سے یہ آیا تھا تو تیزی سے روانہ ہوتا۔ یہ حال دیکھ کر ابرہہ نے حکم دیا کہ ہاتھی کو شراب پلادی جائے تاکہ اس کو کوئی تمیز باقی نہ رہے، مگر اس کے بعد بھی اس کی حالت میں کوئی تغیر نہ آیا۔ اور اسی کوشش اور جد وجہد میں شام ہو گئی مگر ہاتھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔

حضرت عبدالمطلب کی مناجات ادھر حضرت عبدالمطلب کعبۃ اللہ شریف کے پاس

حاضر ہوئے اور غلافِ کعبہ تھام کر دُعا کرنے لگے جو عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے اس کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے:۔

لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع حلالك ۔ لا یغلبن صلیبھم ومحالھم عدوا محالك

فاذا فعلت فربما تحمی فامر ما بدا لك ۔ فاذا فعلت فانہ امر تتم بہ فعالك

وغدوا غدا بجموعھم والفیل کی یسبوا عیالك ۔ فاذا ترکتھم وکعبتنا فواحربا ھنالك

الٰہی! ہر کوئی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے لہذا آپ اپنے گھر کی حفاظت فرمائیے ان کی صلیب اور ان کی قوت، آپ کی قوت پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ پھر جب آپ کسی کام پہ آمادہ ہو جائیں تو پوری حفاظت فرماتے ہیں لہذا آپ جیسا چاہیں (کریں) اور جب آپ جو کچھ کرنا چاہینگے وہ کام تمام ہو کر اور تکمیل پا کر ہی رہیگا۔ صبح ہوگی تو وہ اپنا لشکر اور ہاتھی ساتھ لے کر (آپ کے گھر کی حفاظت کرنے والوں کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیں گے۔ اور اگر آپ ان کو یوں ہی چھوڑ دیں اور ہمارے کعبہ کو بھی (اور اس کا کوئی تحفظ نہ فرمائیں) تو وہاں بڑی جنگ ہوگی"۔

ابرہہ کی فوج پر خدا کا عذاب

اِدھر یہ مناجات ختم ہوئی۔ اُدھر سمندر کی سمت سے چھوٹے چھوٹے پرندوں کا ایک جھنڈ اُٹھا۔ اور ابرہہ کے

لشکر پر ابر کی طرح چھا گیا۔ ہر ایک پرندے کے ساتھ تین تین کنکریاں تھیں ایک منہ میں اور دو ان کے پنجوں میں۔ پرندے آکر ابرہہ کی فوج پر سنگباری کرنے لگے ایک ایک کنکری کسی کے سر پر گرتی تو بندوق کی گولی کی طرح تمام جسم کو چھلنی کرتی ہوئی دوسری راہ سے نکل جاتی۔ پھر کیا تھا تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اکثر فوج تباہ ہو گئی۔ کچھ جان بچا کر بھاگ نکلے تو چیچک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ شہر بن معقود جو سپہ سالار تھا وہ بھی بھاگ گیا۔ پہلی منزل میں پہنچا تو اس کا ایک ہاتھ گر گیا۔ دوسری منزل میں اس کا پاؤں گر گیا۔ بہر حال افتاں و خیزاں اپنے وطن پہنچا تو اس کے ہاتھ پاؤں ضائع ہو چکے تھے۔ ساری سرگزشت سنائی اور اسی حالت میں سب کے دیکھتے دیکھتے مر گیا۔ ابرہہ بھی بچے کچھے لوگوں کے ساتھ جو اس باختہ وہاں سے بھاگ نکلا۔

مال غنیمت کی لوٹ قریش کے ہاتھوں

صبح ہوئی تو حضرت عبد المطلب اور ابو مسعود ثقفی پہاڑ پر سے ابرہہ کے لشکر کی طرف دیکھنے لگے مگر وہاں کسی قسم کی چہل پہل نہ تھی۔ تمام میدان سنسان سا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ حال مشاہدہ کر کے دونوں اُس طرف روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عفان بھی ان کے ساتھ تھے لشکر گاہ میں پہنچے تو وہاں سارا

میدان لاشوں سے پٹا ہوا تھا۔ انھوں نے لشکریوں کا مال و زر بہت کچھ حاصل کیا اور جو جس طرف گئے وہیں مناسب و موزوں جگہ دیکھ کر زمین میں ان کو دفن کر دیا۔ تاکہ کسی کو خبر نہ ہو بلکہ خود ان تینوں ساتھیوں کو بھی ایک دوسرے کی منتخب زمین کی خبر نہ ہوئی ہو گی۔ علامہ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنا و تونگری میں اس واقعہ کو بڑا دخل تھا۔ جب یہ مکہ مکرمہ کو واپس ہوئے تو اہل مکہ کو صورت حال سے مطلع کیا۔ پھر کیا تھا تمام قریش لشکرگاہ پر ٹوٹ پڑے اور جس کو جو ملا لوٹ لیا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

ثم ارسل اللہ سیلا فذھب بھم فالقاھم فی البحر۔ (عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابونعیم) پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سیلاب آیا اور ان تمام لاشوں کو بہا کر سمندر میں ڈال دیا۔"

حضرت عبدالمطلب کی شکر گزاری

حضرت عبدالمطلب نے اللہ سبحانہ کے فضل و کرم کا شکر ادا کیا۔ یہ اشعار زبان پر تھے:۔

انت منعت الجیش والافیالا — وقد رعوا بمکۃ الافیالا

وقد خشینا منھم القتالا — وکل امر منھم معضالا

شکرا وحمدا لک ذا الجلالا — (ابن ابی حاتم، ابونعیم)

(یا رالٰہا !) آپ ہی نے اس لشکر جرار اور اس کے سرداروں کو روک دیا۔ ان لوگوں نے مکہ (کی سرزمین حرم) میں اپنے ہاتھی چرائے۔ اور ہم تو ان کے جدال و قتال اور خوں ریزی سے سہمے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں ہر قسم کی مشکلات اور مہمات کے درپیش ہونے سے اندیشناک تھے۔ اے خدائے ذوالجلال ! ساری تعریف آپ ہی کو زیبا ہے اور ہم آپ ہی کے شکر گزار ہیں۔"

ابرہہ کا انجام کہتے ہیں کہ نجاشی شہنشاہ حبش کسی بات پر ابرہہ شاہ یمن سے ناراض ہوگیا تھا اس کو رضامند کرنے کے لئے بھی ابرہہ نے کعبۃ اللہ شریف کے مقابلے میں وہ بتخانہ تیار کیا تھا۔ اور تیار ہو جانے کے بعد شہنشاہ کو دعوت دے کر دکھانا چاہتا تھا جس کی اطلاع بھی اس نے نجاشی کو دیدی تھی جب اس بتخانہ کا یہ حشر ہوا تو چڑھائی کر کے مکہ مکرمہ پہنچا اور یہاں یہ ناکامی نصیب ہوئی تو یہاں سے بھاگ کر نجاشی کے پاس گیا اور تمام سرگزشت سنانے لگا کہ چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ہاتھوں ایسی تباہی ہوئی تو اس نے ازراہ تعجب دریافت کیا کہ وہ پرندے کیسے تھے؟ ابرہہ ان کی وضع قطع کچھ بتا رہا تھا کہ ان میں کا ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور ابرہہ نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایسے ہی پرندے تھے۔ یہ کہنا تھا کہ پرندے نے ابرہہ پر کنکر یزے

برسائے۔ اور ابرہہ بات کرتے کرتے نجاشی کے سامنے ہلاک ہوگیا۔ یہ نجاشی وہی ہے جس کا نام اصحمہ تھا جس نے مسلمان مہاجرین کو اپنے ملک میں پناہ دی تھی اور بعد کو خود بھی مشرف باسلام ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ارشاد باری تعالیٰ الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اے نبی کریم کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جب خانہ کعبہ کی عمارت کو صدمہ پہنچانے کا قصد کرنیوالوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے تو جو آپ کے خلاف اٹھیں گے ان کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوگا؟

105-3 اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ
105-5 طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ
كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ؏ کیا نہیں کر دیا ان کا داؤ تباہی میں۔ اور بھیجے ان پر

ع ۱
۳۱

ع ابابیل ای جماعات جمع اِبّالة وحکی الفراء اِبالة وهی حزمة الحطب الکبیرة شبهت بها الجماعة من الطیر فی تضامها وتستعمل ایضا فی غیرها وقیل واحده اِبّول مثل عجّول وقیل اِبیل مثل سکّین وقیل اِبال وقال ابوعبیدة والفراء

اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں، برساتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی، پھر کر ڈالا ان کو بھوسے کی طرح جو کھایا ہوا ہو۔"

کیدھم فی تضلیل کی تفسیر | اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ - کیا (آپ کے رب نے) اصحاب فیل کے داؤ کو تباہی میں نہ ڈال دیا؟ مطلب یہ کہ بے شک تباہی میں ڈال دیا۔ ان کا داؤ کیا تھا؟ وہ یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کو حکومت دی تھی، جاہ وحشم دیا تھا۔ مال و دولت سے سرفراز کیا تھا۔ ایک سلطنت کے لئے جس قدر لوازم درکار ہوتے ہیں اپنے فضل و کرم سے سب کچھ دے رکھے تھے۔ اس کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لا واحد له من لفظه مثل عباديد الفرق من الناس الذاهبون في كل وجه والشماطيط القطع المتفرقة - (روح المعانی) ابابیل سے جماعتیں اور ٹکڑیاں مراد ہیں۔ یہ اِبَّالَةٌ کی جمع ہے۔ فراء امام ادب کا بیان ہے کہ ابابیل لکڑیوں کے بڑے گٹھے کو کہتے ہیں۔ پرندوں کی ٹکڑیاں بھی مل کر آتی ہیں اسلئے اس سے تشبیہ دیگئی۔ پرندوں کے سوا دوسری جماعتوں کو بھی ابابیل کہا جاتا ہے۔ اس کا واحد کسی نے کہا کہ اِبَّوْل ہے جیسے عِجَّوْل گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔ (جسکی جمع عجاجیل ہے) کسی نے کہا واحد اِبِّیل بروزن سکین ہے۔ کسی نے اِبَّال کہا۔ ابو عبیدہ اور فراءُ کہتے ہیں کہ اس کا واحد نہیں ہے۔ جیسے عبادید اور شماطیط کا واحد نہیں ہے۔ عبادید لوگوں کی جماعتوں کو کہتے ہیں جو ہر طرف جاتی ہیں اور شماطیط متفرق ٹکڑیوں کو کہتے ہیں۔" واللہ اعلم

اقتضا یہ تھا کہ ان گراں قدر عطایا سے شکریہ کے طور پر ہماری مرضی کے مطابق کام لیا جاتا جس سے وہ ہمارے مزید الطاف و عنایات کے مستحق قرار پاتے مگر ان ناشکر گزار لوگوں نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کو ہمارے ہی خلاف استعمال کرنا چاہا۔ مکہ مکرمہ میں ہمارا ایک مقدس گھر ہے جس کی تعمیر ہمارے مقبول و محبوب بندوں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے ہاتھوں ہوئی تھی اس مقصد کے لئے کہ روئے زمین کے لوگ اقطار عالم سے اس کی زیارت کے لئے آیا کریں اور جو فضائل و برکات اس میں ودیعت ہیں ان سے متمتع ہو کر دین و دنیا کی منفعتیں اٹھایا کریں۔ ان بدنصیب اصحاب فیل نے ہمارے ہی گھر کو تباہ و برباد کرنا چاہا۔ اور ہماری ہی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو ہمارے ہی خلاف لا کھڑا کر دیا۔ اصحاب فیل کا یہی داؤ تھا۔ بھلا ہم اسکو کس طرح چلنے دیتے؟ ہماری سنت ایسی صورتوں میں یہ ہے :۔ انھم یکیدون کیدا واکید کیدا۔ یقیناً کفار بزعم خود ایک داؤ کیا کرتے ہیں اور ہم بھی ان کے داؤ کو باطل اور بے اثر کرتے رہتے ہیں " وما کید الکافرین الا فی ضلال کافروں کا کوئی داؤ نشانے پر نہیں پہنچنے پاتا اِدھر اُدھر بھٹکتا ہی رہتا ہے " اس دفعہ بھی ہم نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق یہی کیا۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل کیا خدائے بزرگ و برتر نے اصحاب فیل کے داؤ کو بھٹکاوے میں نہیں ڈال دیا؟

یقیناً ڈالا۔ ان کے دیو ہیکل ہاتھی محمود کو ہمارا حکم پہنچا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے کعبۃ اللہ شریف کی سمت چلنے کا اشارہ دیا جاتا تو وہ بیٹھ جاتا۔ اور کسی دوسری سمت روانہ کیا جاتا تو دوڑتا ہوا جاتا۔ اسی کشمکش میں حملہ کا وقت گزر گیا۔

طیراً ابابیل کی تفسیر وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۔ اور (اے نبی کریم! آپ کے پروردگار نے ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دئے" جو ابرہہ کے لشکر پر ابر کی طرح چھا گئے۔ یہ پرندے کیا تھے اور کیسے تھے اس کی صراحت روایات ذیل میں ہے :۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں :۔ فارسل اللہ علیھم صغارا بیضا۔ (ابن ابی شیبہ) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لئے چھوٹے چھوٹے سپید رنگ کے پرندے بھیج دئے" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔ خضر لھا خراطیم کخراطیم الابل وانف کانف الکلاب۔ (ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی) (وہ پرندے) سبز رنگ کے تھے ان کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح لمبی اور ان کی ناک، کتوں کی ناک کی مانند چپٹی تھی" اور ایک روایت یوں ہے :۔ لھا اکف کاکف الرجل وانیاب کانیاب السباع۔ (عبد بن حمید) ان کے پنجے انسان کے پنجوں کی طرح اور ان کے دانت درندوں کے دانتوں کے

مانند تھے" عبید بن عمیر لیثی فرماتے ہیں :۔ لما اراد اللہ ان یھلك اصحاب الفیل بعث اللہ علیھم طیرا نشأت من البحر کأنّھا الخطاطیف۔ (سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم، بیہقی) جب اللہ سبحانہ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا تو ان پر پرندوں کو بھیج دیا جو سمندر کی طرف سے نکل آئے۔ گویا کہ وہ شکاری پرندے تھے۔" حضرت عکرمہ طیرا ابابیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔ طیر بیض وفی لفظ خضر جاءت من قبل البحر کأن وجوھھا وجوہ السباع لم تر قبل ذالك ولا بعدہ۔ (سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی) وہ سپید رنگ کے پرندے تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ سبز تھے جو سمندر کی سمت سے آئے تھے۔ ان کے منہ، درندوں کے منہ کی طرح تھے۔ ویسے پرندے نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھے گئے اور نہ اس واقعہ کے بعد۔" اور تفسیر روح المعانی میں ہے :۔ وجاءت ھذہ الطیر علی ما روی عن جمع من جھة البحر ولم تکن نجدیة ولا تھامیة ولا حجازیة۔ اور یہ پرندے جیسا کہ راویان حدیث کی ایک جماعت سے مروی ہے سمندر کی سمت سے آئے تھے۔ نہ وہ نجد کے پرندوں میں سے تھے اور نہ تہامہ یمن کے اور نہ حجاز کے" یعنی ایسے پرندے سرزمین عرب میں کبھی دیکھے ہی نہیں گئے تھے۔ علامہ دمیری

اپنی کتاب حیاۃ الحیوان میں لکھتے ہیں :۔ انھا تعشش وتفرخ بین السماء والارض۔ یہ اپنا گھونسلا (ٹھکانا) آسمان و زمین کے درمیان رکھتے ہیں اور وہیں اپنے انڈے دیتے ہیں۔" واللہ اعلم۔

بعض روایات میں ان کا رنگ سرخ اور بعض میں سیاہ بھی آیا ہے۔

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ ان روایات میں تضاد نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پرندوں کی ٹکڑیاں مختلف رنگ لی ہوئی ہوں۔ سرخ۔ سیاہ۔ سبز اور سفید۔ جس نے جو ٹکڑی دیکھی اس کو بیان کر دیا اور جس راوی نے جس سے سنا وہی روایت کر دی۔ بادشاہوں کی فوجوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ایک ہی سلطنت کی کئی فوجیں پیدل اور سوارہ ہوتی ہیں۔ کسی کا لباس کسی رنگ کا اور کسی کا دوسرے رنگ کا۔ بلکہ سپاہی بھی مختلف رنگ کے ہوتے ہیں۔ کوئی سرخ فام۔ کوئی زرد کوئی گورے چٹے" کوئی حبشی۔ ابرہہ کی فوج بھی مختلف اللون تھی ہوگی۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے بھی ان کی سرکوبی کے لئے مختلف رنگ کے پرندے بھیجے۔ یہ جنود اللہ ہیں۔ اللہ سبحانہٗ کی فوج۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو۔ آپ کے پروردگار کی فوجوں اور لشکروں کو اس کے سوا کون جانتا ہے؟ نمرود سر اٹھایا تھا تو اس کو مچھروں سے ہلاک کیا گیا تھا۔ ہاتھی والوں کی سرکوبی کے لئے یہ چھوٹے چھوٹے

پرندے بس ہو گئے۔ اور ذرا سی دیر میں ساٹھ ہزار کا لشکر دیکھتے دیکھتے تہس نہس ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حجارۃ من سجیل کی تفسیر | ترمیھم بحجارۃ من سجیل۔ (پروں کی وہ ٹکڑیاں) ان (اصحاب فیل کی فوج) پر پتھر کی کنکریاں پھینک رہی تھیں"

یعنی ابرہہ کے حکم سے جب اس کی فوج مکہ مکرمہ پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار ہوئی تو سمندر کی طرف سے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ جو چلے آرہے تھے اور اپنے منہ اور دونوں پاؤں میں جو کنکریاں اٹھا لائے تھے ان کو ابرہہ کے لشکر پر برسانا شروع کیا۔ رہا یہ امر کہ وہ کنکریاں کیسی تھیں ان کا حجم کیا تھا؟ روایات ذیل سے اس کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے :۔

حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس فرماتے ہیں :۔ فدعا اللہ طیرا ابابیل فاعطاھا حجارۃ سودا علیھم الطین فلما حاذتھم رمتھم فما بقی منھم احد الا اخذتہ الحکۃ فکان لا یحک انسان منھم جلدہ الا تساقط لحمہ۔ (ابن ابی حاتم، ابونعیم) اللہ سبحانہ نے اصحاب فیل کی تباہی کے لئے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ طلب کئے پھر ان کو سیاہ پتھریاں دیں جن پر کیچڑ لپٹا ہوا تھا۔ جب وہ پرندے اصحاب فیل کے محاذ پر پہنچے تو ان کو ان پتھریوں سے

مارنا شروع کیا۔ پھر ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا مگر اس کو خارش لگ گئی پھر یہ حال تھا کہ جو کوئی شخص اپنی جلد کو کھجاتا جاتا تو اس کا گوشت گرتا جاتا۔" حضرت عبید بن عمیر لیثی فرماتے ہیں:۔ لما اراد اللہ ان یھلک اصحاب الفیل بعث اللہ علیھم طیرا انشأت من البحر کانھا الخطاطیف بکف کل طیر منھا ثلاثۃ احجار مجزعۃ فی منقارہ حجر وحجران فی رجلیہ ثم جاءت حتی صفت علی رؤسھم ثم صاحت فالقت ما فی ارجلھا ومناقیرھا فما من حجر وقع منھا علی رجل الا خرج من الجانب الآخر۔ (سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم، بیہقی) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا تو ان پر پرندوں کو مسلط کر دیا جو سمندر کی طرف سے آئے تھے جو شکاری پرندوں کے مانند تھے۔ ہر پرندے کے قبضے میں تین تین پتھریاں منکوں کی طرح تھیں۔ ان کی چونچ میں ایک، اور ان کے پنجوں میں ایک ایک، وہ آئے تو ان کے سروں پر صف بستہ ہو گئے۔ پھر چیختے گئے اور پاؤں میں اور چونچ میں جو پتھریاں تھیں ان کو برساتے گئے۔ اب یہ کیفیت ہو گئی کہ جو پتھری کسی شخص پر گرتی تو اوسکو (چھید تی ہوئی) دوسری طرف سے نکل جاتی۔"

حضرت سیدنا ابن عباسؓ ترمیھم بحجارۃ من سجیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

من طین قال وکانت من جزع اظفار مثل بعر الغنم فرمنهم بها (ابن مردویہ)

وہ پتھریاں گیلی مٹی میں لپٹی ہوئی تھیں جو گویا قبیلۂ اظفار کے منکے تھے بکری کی مینگنیوں کے

برابر وہ پرندے ان پتھریوں سے اصحاب فیل کو مار رہے تھے۔" حضرت ابو الکنود

فرماتے ہیں: — دون الحمصة وفوق العدسة۔ (ابن المنذر) وہ کنکریاں

دانۂ نخود (چنے) سے چھوٹی، اور مسور کے دانوں سے بڑی تھیں۔" حضرت سیدنا

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: — ان طیرا ابابیل قال طیر کثیرۃ جاءت

بحجارۃ کثیرۃ اکبرھا مثل الحمصۃ واصغرھا مثل العدسۃ (عبدالرزاق

عبد بن حمید) پرندوں کی جماعتیں جن کی بہت ساری ٹکڑیاں تھیں بہت سی کنکریاں

اٹھالائیں ان میں سب سے بڑی دانہ نخود کے برابر اور چھوٹی مسور کے دانوں کے

برابر تھیں۔" سیدنا ابن عباسؓ کی ایک اور روایت یوں ہے: — بحجارۃ مثل

البندق وبھا نضح حمرۃ مختتمۃ۔ (ابونعیم) وہ پتھریاں گولیوں کی طرح تھیں،

سرخ رنگ میں آلودہ، ان پر مہر لگی ہوئی تھی۔" حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی فرماتے

ہیں: — رأیت الحصی التی رمی بھا اصحاب الفیل حصی مثل الحمص واکبر

من العدس حمر مختتمۃ کانھا جزع ظفار۔ (ابونعیم) پتھریاں جو اصحاب فیل

پر برسائی گئیں ان کو میں نے دیکھا، چنے کے دانے کے برابر تھیں، مسور کے دانے سے

پڑی سرخ رنگ کی مہرزدہ" حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں:۔ کانت فی المقدار من الحمصة والعدسة حصی به نضح احمر مختمة کالجزع فلولا انه عذب به قوم اخذت منه ما اتخذه لی مسجدا وهی بمكة كثير۔ (ابونعیم) وہ کنکریاں مقدار میں چنے اور مسور کے برابر تھیں جن پر سرخ رنگ کے چھینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان پر مہر بھی لگی ہوئی تھی وہ منکوں کی طرح تھیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے ذریعہ سے ایک قوم پر عذاب آیا تھا میں ان کو اتنی مقدار میں اٹھا لاتا کہ ان سے اپنے لئے ایک مسجد تیار کرتا۔ یہ کنکریاں مکہ معظمہ میں بکثرت موجود ہیں" حضرت ام کرز خزاعیہ کہتی ہیں:۔ رأیت الحجارة التی رمی بها اصحاب الفیل حمرا مختمة کأنها جزع ظفار فمن قال غیر ذلك فلم یر منها شیئا ولم یصبهم کلهم وقد افلت منهم۔ (ابونعیم) میں نے وہ کنکریاں جو اصحاب فیل پر برسائی گئیں دیکھی ہیں سرخ رنگ کی تھیں ان پر مہر لگی ہوئی تھی۔ وہ شہر ظفار کے منکوں کی طرح تھیں جس نے اس کے خلاف کہی اور وضع بیان کیا اس نے ان کو کچھ بھی نہیں دیکھا۔ ان کی مار سب کو نہیں لگی۔ کچھ ان میں سے بچ بھی گئے" حضرت ابوصالح کہتے ہیں:۔ انه رأی عند ام هانئ بنت ابی طالب من تلك الحجارة نحوا من قفیز مخططة بحمرة کأنها جزع ظفا

مکتوب فی الحجر اسمه واسم ابیه۔ (ابن مردویہ، ابونعیم) انھوں نے حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب کے پاس (جو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ہمشیر ہیں) ایک پیمانہ بھر ان پتھریوں کو دیکھا جن پر سرخ دھاریاں تھیں۔ شہر ظفار کے منکوں کی طرح تھیں۔ ان پر ایک ایک شخص کا نام معہ ولدیت لکھا تھا"

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ ان کنکریوں کے حجم اور مقدار کے بارے میں جو روایات اوپر مذکور ہوئیں ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض بکری کی مینگنیوں کے برابر ہوں، اور بعض چنے کے دانے کے برابر اور بعض مسور کے دانوں کے برابر۔ ساٹھ ہزار فوج پر یہ کنکریاں برسائی گئی تھیں۔ جو کئی میل کے میدان میں پھیلی ہوئی تھی۔ دیکھنے والوں نے جس جگہ دیکھا وہاں جس حجم کی کنکریوں کا معائنہ کیا اسی کو بیان کیا۔ اسی طرح ان کے رنگ کے بارے میں جو روایات ہیں کہ سرخ رنگ کی تھیں یا ان پر سرخ دھاریاں تھیں اس میں بھی زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ پھر یہ بھی آیا ہے کہ ان پر مہر لگی ہوئی تھی۔ اور حضرت حکیم بن حزامؓ کی روایت میں ہے کہ ان پر مہر شخص کا نام اور اس کی ولدیت درج تھی۔ مہر میں بھی یہی ہوتا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جو پتھراؤ ہوا تھا اس میں قرآن کریم کی یہ صراحت موجود ہے: مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ۔

آپ کے پروردگار کے حکم سے ایک ایک پتھر پر ایک ایک شخص کا نام لکھا تھا۔ اور جس پتھر پر جس کا نام تھا وہی اس کو لگتا اور وہ ہلاک ہوتا تھا۔ یہاں بھی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایسا ہی عمل ہوا۔

کعصف مأکول کی تفسیر

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ۔ پھر ان کو کردیا بھوسی کی طرح جس کے اندر کا غلہ کھا لیا گیا ہو۔" یعنی ان پتھریوں کی یہ تاثیر تھی کہ پتھریاں لگتے ہی اس کے جسم کے اندر جو کچھ گوشت، پوست، رگ، پٹھے، خون اور رطوبت ہوتی وہ سب گل کر نکل جاتی اور فقط ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتا۔ جیسے گیہوں، جو اور چاول وغیرہ کا حال ہے کہ اس کے پوست میں جو غلہ ہے وہ کھا لیا جائے تو صرف بھوسہ رہ جاتا ہے۔ یہی حال ابرہہ کے لشکر کا ہو رہا۔ چنانچہ روایات ذیل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباسؓ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ وھو ورق الزرع البالی المأکول یقول خرقتھم الحجارۃ کما تیخرّق ورق الزرع البالی المأکول۔ (ابن مردویہ) کعصف مأکول سے کھیت کی پتیاں مراد ہیں جو جانوروں کے چر جانے کے بعد بوسیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ یعنی یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ ان پتھریوں نے اصحاب فیل کے جسم کو ایسا فنا کردیا جیسا کہ

جانوروں کے چر جانے کے بعد کھیت کی بوسیدہ پتیاں رہ جاتی ہیں"۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا:۔ ترسل واحدۃ علی رأس الرجل فیسیل لحمہ ودمہ وتبقی عظام خاویۃ لا لحم علیھا ولاجلد ولادم۔ (ابونعیم) ان میں کا ایک ایک پرندہ ایک ایک شخص کے سر پر کنکریاں پھینکتا تو اس کا گوشت اور خون جسم سے بہ جاتا اسکی خالی ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہجاتا جس پرنہ تو گوشت چڑھا ہوا ہوتا اور نہ جلد اور خون باقی رہتا تھا" اور بعض روایات میں آیا ہے:۔ کالمتابن۔ (ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی، عبدالرزاق، عبد بن حمید) یعنی اصحاب فیل کو گھانس کے تنکے کی برابر کردیا" حضرت سعید بن جبیر تابعی فرماتے ہیں:۔ ورق الحنطۃ۔ (عبد بن حمید ابن ابی حاتم) ان کو گیہوں کی بھوسی کی طرح بنا کر چھوڑا" حضرت مجاہد سے بھی اسیطرح مروی ہے۔ (فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں:۔ کعصف مأکول قال اذا اکل فصار اجوف۔ (عبد بن حمید) ان کو کھائی ہوئی بھوسی کی طرح بنادیا جیسا کہ غلہ کھا لیا جانے کے بعد جو اس کا خول رہ جاتا ہے" حضرت طاؤس فرماتے ہیں:۔ ورق الحنطۃ فیھا النقب (عبد بن حمید) وہ گیہوں کی بھوسی کیطرح رہگئے جو اندر سے خالی ہو"

خاتمہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ لقد رأیت سائس الفیل وقائدہ بمکۃ اعمیین مقعدین یستطعمان۔ (ابن اسحٰق، واقدی، ابن مردویہ، ابونعیم، بیہقی) میں نے ابرہہ کے فیلبان اور اسکے ہاتھی کے قائد کو دیکھا ہے کہ یہ دونوں اندھے

معذور ہوکر مکہ کی گلی کوچوں میں بھیک مانگ مانگ کر گزارہ کرتے اور دانے دانے کو ترستے تھے۔
بہر حال دُنیا نے دیکھ لیا کہ بیت اللہ شریف جو شعائر اللہ سے ہے اس کا خلاف کرنے کیلئے جو کوئی
اٹھا وہ کس طرح تباہ و برباد ہوا۔ اسی طرح یہ سمجھا دینا مقصود ہے کہ حضور رسول اکرم رحمت عالم
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف جو کوئی اٹھیگا اس کا حشر بھی یہی بلکہ اس سے بدتر ہوگا۔
چنانچہ ان واقعات کو بھی زمانے کی آنکھوں نے دیکھ لیا۔ خیر اسی میں ہے کہ شعائر اللہ
کی عظمت کا خیال رکھیں و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ اور
جو کوئی شعائر اللہ (اللہ سبحانہ کی باعظمت نشانیوں) کی عظمت کو برقرار رکھے تو جانو
کہ یہ دلوں کے تقوے اور پرہیز گاری کی بات ہے۔" اسی طرح اللہ سبحانہ کے احکام اور حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایات کو دل و جان سے قبول و منظور کریں اور آپکی سنت
مبارکہ اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا رہیں کہ فلاح دارین اسی پر منحصر ہے۔ ارشاد باری ہے:۔
و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔ اور جس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ اور اسکے
رسول برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کی اور ان کا فرمانبردار بنا رہا اس نے
بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اپنی مراد کو پہنچا" اور دارین میں سرخرو رہا۔ وباللہ التوفیق
سورۂ فیل کی تفسیر ختم ہوئی وللہ الحمد۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا
محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔